جلد19، شمارہ3، مارچ2019ء

ماہ نامہ آب حیات لاہور

مارچ ۲۰۱۹ء

ادارہ آب حیات کی عاجزانہ خدمات

ادارہ آب حیات ٹرسٹ حکومت پاکستان سے باقاعدہ رجسٹرڈ ہے، جو گزشتہ دو دہائیوں سے رفاہی، فلاحی اور دینی خدمات انجام دے رہا ہے، یہ ایک غیر سیاسی ادارہ ہے، ادارہ کے تحت ماہ نامہ آب حیات، ماہ نامہ تحفہ خواتین، ماہ نامہ شان دار، ماہ نامہ صدائے جمعیت، شہر لاہور سے تسلسل سے شائع ہو رہے ہیں، ان پر ہر ماہ ہزاروں روپے کے اخراجات اٹھتے ہیں، مخیر حضرات کی خصوصی توجہ مطلوب ہے، یہ صدقہ جاریہ ہے جو قیامت تک ان شاءاللہ اپنا فیضان عام کرے گا۔

ایک وقت تھا جب لوگ علم کے قدر دان تھے، دور دراز کا سفر طے کرتے، پہاڑی راستوں پر چلتے، سنگلاخ چٹانیں عبور کرتے، صحراؤں کا سینہ چیرتے ہوئے اپنی منزلِ مقصود کی طرف بڑھتے چلے جاتے تھے، علم والے لوگوں کو تلاش کرتے تھے، پھر ان تک رسائی کی کوشش کرتے تھے، جب کوئی علمی شخصیت مل جاتی تو اس سے مخلصانہ تعلق قائم کرتے اور اس سے اکتساب فیض کرتے تھے۔

جن اساتذہ سے علم حاصل کیا جاتا تھا ان کا ادب و احترام کیا جاتا تھا، جن تپائیوں پر بیٹھ کر علم حاصل کیا جاتا تھا ان کا ادب و احترام ملحوظ خاطر رکھا جاتا تھا، جن درسگاہوں میں بیٹھ کر کسب فیض کیا جاتا تھا ان کا لحاظ رکھا جاتا تھا، ان در و دیوار کی قدر کی جاتی تھی جن کے سائے میں بیٹھ کر علمی پیاس بجھائی جاتی تھی۔

جن چیزوں سے علم کا نور ترقی کرتا تھا وہ اختیار کی جاتی تھیں، جن سے علمی نور بجھتا اور کم ہوتا تھا وہ ترک کر دی جاتی تھیں، جن باتوں سے حافظے کو کمال ملتا تھا وہ اختیار کی جاتی تھیں اور جن سے حافظے کو زوال آتا تھا انہیں چھوڑ دیا جاتا تھا، امام شافعی جیسا عظیم المرتبت انسان جب محسوس کرتا ہے کہ میرا حافظہ کمزور ہو رہا ہے تو فوراً استاذ کی طرف رجوع کرتا ہے اور عرض کناں ہوتا ہے کہ استاذ محترم! میرا حافظہ کمزور ہو گیا ہے، کوئی علاج بتایئے، دور بین نگاہ رکھنے والے استاذ امام وکیع نے نسخہ ارشاد فرمایا کہ گناہوں کی دلدل سے نکلنے سے حافظہ مضبوط ہوتا

نقشِ آغاز

شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمود الرشید حدوٹی

ہے، کیونکہ علم نور ربانی ہے، جو ان برتنوں میں داخل ہوتا ہے جو آلودگی سے پاک وصاف ہوں۔

میں حیران ہوتا ہوں کہ ہمارے اسلافِ صالحین نے بے سر وسامانی، بے بُضاعتی اور نامساعد حالات میں کتنی عظیم الشان تفسیریں تحریر فرمائیں، جب مشینیں نہیں ہوا کرتی تھیں، جب کاغذ کی بہتات نہیں تھی، جب کمپیوٹر کی سہولت نہیں تھی، جب خریداروں کا انبوہ نہیں تھا، جب مال ودولت کی فراوانی نہیں تھی، مگر لکھنے والوں نے ہزاروں صفحات لکھ دیے، علمی دلائل سے اپنی تحریریں مزین کر ڈالیں۔

عربی تفسیروں کو دیکھ دیکھ کر بندہ دنگ رہ جاتا ہے، عقل وفہم بحر حیرت میں غوطہ زن ہو جاتا ہے کہ یہ تفسیریں انہوں نے کیسے لکھیں؟ پُر مشقت، پُر صعوبت کار گزاری کے باوجود کسی مقام پر انہوں نے اس بات کا اظہار بھی نہیں کیا کہ ہم یہ علمی کام کرنے میں کن کن مشکلات سے دوچار ہوئے، کہاں کہاں کی خاک چھانی، کیا کیا پاپڑ بیلے، کہیں اشارے اور کنائے میں بھی ان چیزوں کا ذکر نہیں ہے۔

پھر علمی نکات سے مرصع اور مزین تفسیروں میں کہیں بھی واحد متکلم استعمال نہیں کیا، کہیں کسی مغلق اور پیچیدہ مسئلہ کو حل کرنے کے بعد یہ دعویٰ نہیں کیا کہ یہ عُقدہ صرف میں نے حل کیا ہے، بلکہ ہر کمال کی نسبت اللہ کی طرف کرتے تھے اور ہر زوال کو اپنی کوتاہ فہمی کی طرف منسوب کرتے تھے۔

پھر عاجز و مسکین بن کر دین کا کام کرتے تھے، اسی محتاجی و مسکینی کی رب تعالیٰ نے لاج رکھی کہ ان کا علمی فیض پھیلا، دور دور تک لوگوں نے ان سے کسب فیض کیا، آج بیروت کے کتب خانے اور سعودی عرب کے مکتبے جب ان کتابوں کو ان کے شایانِ شان شائع کرتے ہیں تو آدمی کی عقل گم ہو جاتی ہے، نگاہیں ان کتابوں کی سطر

سطر پر، ورق ورق پر اس طرح مرکوز ہو جاتی ہیں کہ وہاں سے کہیں پھرنے اور ہٹنے کا نام تک نہیں لیتیں۔

آج اردو بازار میں گھومتے جایئے، بڑی بڑی لائبریریوں کا رخ کیجیے، ان کے خوش نما ریکوں میں سجی کتابوں پر نگاہ ڈالتے جایئے تو حیرت کی انتہاء ہو جاتی ہے کہ سبحان اللہ کس کمال کی کتابیں ہیں۔

ہندوستان میں ولی اللہی خانوادے کو یہ سعادت عظمیٰ میسر آئی کہ انہوں نے پہلے فارسی اور پھر اردو کے قالب میں ڈھال کر قرآن کریم کا ترجمہ عام کیا، ہندوستانی بتکدے میں یہ پہلی صدائے قرآنی گونجی تھی، پھر یہ نورِ یزدانی پھیلتا اور عام ہوتا چلا گیا، آج پورے برصغیر میں جس نور کی شعاعیں اور کرنیں پھیلی ہوئی ہیں یہ انہی خوش نصیبوں کی شبانہ روز کاوشوں کا نتیجہ ہے۔

پھر آزادی کی تحریک کے بعد جب نورِ خدا کو بجھانے کی سازشیں کی گئیں تو اس نور کو پھیلانے اور زندہ رکھنے میں حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفقاءِ کار نے انتھک کوششیں کیں، آج دنیا بھر میں قرآن وسنت کا نور پھیلانے میں جو مدارس دن رات کام کر رہے ہیں اس کا اعزاز قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے سر ہی جاتا ہے۔

یہاں کرکٹ کی دنیا میں ورلڈ کپ جیت کر آنے والے ہیرو بن جاتے ہیں، پھر سالہا سال اس کا کریڈٹ حاصل کرنے میں گزار دیتے ہیں، اس کی مثالیں دیتے ہیں، اس پر فخر محسوس کرتے ہیں، میڈیا پر ان کے چرچے ہوتے ہیں، مگر اے کاش! ان لوگوں کو بھی کریڈٹ دیا جاتا جنہوں نے چند سال پہلے سعودی عرب میں ہونے والے ایک مقابلہ میں قرآن کا ورلڈ کپ حاصل کیا تھا؟ اس سوال پر کہ دنیائے اسلام میں وہ کون سا ملک ہے جس میں سالانہ حفاظ قرآن بہت زیادہ تیار کیے جاتے ہیں؟ تو

جواب میں بتایا گیا کہ پاکستان دنیائے اسلام کا وہ اکلوتا خوش نصیب ملک ہے جس میں قرآنی درگاہوں سے سندِ فضیلت لے کر میدان عمل میں اترنے والے حفاظ قرآن کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ماشاءاللہ

مگر یہ بات دکھ سے کہنا پڑتی ہے کہ آج ہم شوق وذوق سے کوسوں دور ہو چکے ہیں، ہمارے حفاظ سال کے بعد رمضان کے قریب قرآنی تلاوت سے رطب اللسان ہوتے ہیں،ان کی غرض رمضان میں تراویح میں قرآن سنانا ہوتا ہے،ان کے ہاں اس بات کی کوئی اہمیت نہیں کہ یہ رب العالمین کا کلام ہے،اس کے ایک ایک حرف کی تلاوت پر رب العالمین خوش ہوتا ہے اور دس دس نیکیاں عطا کرتا ہے۔

ہمارے لوگ مطالعہ سے کوسوں دور بھاگ چکے ہیں، اول تو پہلے ہی مطالعہ کرنے والوں کی تعداد آٹے میں نمک برابر تھی اب شاید اس سے بھی کم رہ گئی ہے، لوگوں نے ہاتھوں میں موبائل تھام لیے ہیں، موبائل مارکیٹوں میں جا کر اندازہ ہوتا ہے کہ اس وقت شاید سب سے زیادہ جس چیز کے خریدار ہیں وہ موبائل ہی ہے،ہاتھوں کی انگلیوں کے پورے جو کبھی قرآن کریم کی سطروں پر گھوما کرتے تھے اب موبائل کی ٹچ سکرینوں پر گردش کرتے اور نئی نئی چیزوں کو آنکھوں کے سامنے گھماتے ہیں، یوں شیطان خوش ہوتا ہے کہ اب ان کا وقت درست طور پر برباد وتباہ ہونے لگا ہے، جس کے بارے میں بروز محشر سوال کیا جائے گا کہ یہ وقت تجھے دیا تھا اسے کہاں صرف کیا تھا؟

اب علم کے قدر دان ڈھونڈھے سے نہیں ملتے، ملک بھر میں اگر کسی کو اطلاع مل جائے کہ ماہ نامہ آب حیات، لاہور سے شائع ہوتا ہے تو فوراً طلب ہو گی کہ جناب! ہماری لائبریری کے لیے یا ہمارے لیے اعزازی روانہ کیجیے، اگر ملک بھر میں ایک

ہزار اعزازی رسالہ روانہ کیا جائے تو اندازہ لگائیے کہ اگر ایک رسالہ ۲۰ روپے کا ہے تو ہزار رسالہ بیس ہزار روپے مہینہ بنے گا، سالانہ دو لاکھ بیس ہزار روپے خرچہ آئے گا، پھر اس رسالے کو پہنچانے تک لفافے اور ٹکٹ کا خرچ لگا لیں تو کئی ہزار مزید خرچ ہوں گے، ایک ادارہ جس کی آمدنی صفر ہو اور وہ بیس ہزار روزانہ خرچ کرے گا اور سالانہ دو لاکھ بیس ہزار تو بتائیے یہ ادارہ علم کی روشنی کیسے پھیلا سکے گا؟

اسی طرح کتابوں کی مارکیٹ کا رخ کیجیے تو دکانداریوں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے ہوتے ہیں کہ نامعلوم ان کا کتنا بڑا نقصان ہو گیا ہے، وہ پریشان ہیں کہ لاکھوں روپے کی کتابیں شائع کر دی ہیں کوئی خریدار نہیں، کوئی آرڈر نہیں، کہیں سے کوئی گاہک نہیں آرہا، ایسے میں اس کے دل میں خیال گزرتا ہے کہ کتاب شائع کرنے کی بجائے اگر میں چنے بنا کر کسی ریڑھی پر سجا کر انار کلی چوک میں کھڑا ہو جاتا تو ایک دن میں ہزار روپے کی بکری ہو جاتی، مگر وہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کو راضی کرنے کے ساتھ ساتھ کتابیں بیچ کر اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کی نیت سے کتابیں چھاپتا رہا۔

یوں پہلے بچوں کا پیٹ کاٹ کر کتابیں شائع کیں، اب ان کا پیٹ پالنے کے لیے گاہکوں کا انتظار کرنے لگا، مگر ادھر مفت کا ثواب حاصل کرنے والوں نے ان بے چارے دکانداروں کے چولہے ٹھنڈے کر دیے، ان کے بچوں کا پیٹ کاٹ ڈالا، ان کی بیگمات کی فرمائشیں دفن کر دیں، ان کے ارمان لوٹ لیے، ان کی حسرتیں پائمال کر دیں، وہ یوں کہ ان کی کتابوں کو پی ڈی ایف میں بدل کر ان کے روزگار پر لات مار دی، اب نیٹ سے جو کتاب آپ کو مطلوب ہے وہ جلد یا بدیر مل ہی جاتی ہے، یہ سب کچھ انہی لوگوں کا کیا دھرا ہے جو بلا محنت ثواب حاصل کرنے کی تمنا رکھتے ہیں۔

آج ہر طرف عدم دلچسپی دکھائی دیتی ہے، طالب علم شوق سے پڑھتا نہیں ہے، محنت سے یاد نہیں کرتا، اپنے مستقبل کی اسے کوئی فکر نہیں ہے، استاذ محنت و مطالعہ

سے سبق پڑھاتا نہیں ہے،اہل مدارس اس طرح کی ہمدردی طلباء کے ساتھ نہیں رکھتے جیسے پہلے والے علماء و بانیان مدارس رکھا کرتے تھے، پہلے طلباء کو اکٹھا کیا جاتا تھا کہ انہیں دین سکھائیں، زیادہ سے زیادہ دین پھیلے اب طلباء اکٹھے کیے جاتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ چندہ ہاتھ آئے، طلباء کو دیکھ کر لوگ چندہ زیادہ دیتے ہیں، کہیں دلچسپی اس بات کی دکھائی نہیں دیتی کہ دین پھیلے، دین کی اشاعت ہو، اللہ راضی ہو۔

میں اپنے پڑھنے والے بھائیوں، بہنوں اور عزیزوں سے ہمدردانہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے وقت کو قیمتی بنائیں، مطالعہ کا شوق کسی نہ کسی طرح پیدا کریں، اگر آپ کو لکھنا پڑھنا نہیں آتا تو جاہل رہنے سے بہتر ہے کہ آپ کسی مکتب، کسی سکول، کسی مدرسہ یا کسی مسجد کے مولانا صاحب سے تھوڑا سا وقت مانگ لیں، مجھے امید ہے کہ اگر وہ مولانا صاحب ہماری طرح کا جذبہ رکھیں گے تو آپ کو فری میں بلا معاوضہ پڑھا دیں گے، آپ کو لکھنے کا سلیقہ اور پڑھنے کا طریقہ بتاتے رہیں گے، مطالعہ کا شوق پیدا کر دیں گے، مگر یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ لسی آپ کو جب بھی ملے گی تو دودھ والوں سے ملے گی، مٹھائی حلوائی کی دکان سے ملے گی، جڑی بوٹیاں پنساری کی دکان سے ملیں گی، جواہرات کسی جوہری کی دکان سے ملیں گے، اسی طرح کسی ایسے شخص کی تلاش کیجیے جو خود ذوق و شوق رکھتا ہو۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

خادم اسلام

محمود الرشید حدوٹی

جامعہ رشیدیہ غوث گارڈن فیز ۲ جی ٹی روڈ مناواں لاہور

۱۱ فروری ۲۰۱۹ء بروز پیر پونے گیارہ بجے دن

حضرت آدم علیہ السلام کو دیا گیا علم

سوال حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کون سا علم سیکھا تھا حالانکہ یہ علم تو فرشتوں کے پاس نہیں تھا؟

جواب یہ اسماء کا علم تھا، قرآن حکیم کی یہ آیت اس پر دلیل ہے،

وَعَلَّمَ آدَمَ الأَسْمَاء كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلاَئِكَةِ فَقَالَ أَنبِئُونِي بِأَسْمَاء هَؤُلاء إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ{۳۱} البقرة

اورآدم کو سارے کے سارے نام سکھائے ،پھران کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا، پس اس نے کہا کہ مجھے ان ناموں کے بارے میں بتاؤ اگر تم سچے ہو۔

ارباب تفسیر نے تمام نام سکھائے سے متعلق وضاحت فرمائی ہے، ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ

علمه اسْم الصحفة وَالْقدر وكل شَيْء حَتَّى الفسوة والفسية

حضرت آدم علیہ السلام کو اس بڑے پیالے کا نام سکھایا گیا تھا، جو پھیلا ہوا ہوتا ہے، جس میں پانچ آدمی آرام سے کھانا کھا سکتے ہیں۔اسی طرح تمام چیزوں سے مراد بغیر آواز کے خارج ہونے والی پھسکی (پاد) کے نام بھی بتادیے ۔(تفسیر در منثور، علامہ جلال الدین سیوطی ج ا ص ۱۲۲)

حضرت ابن عباس ہی سے مروی ہے کہ اس علم سے مراد کشادہ اور وسیع پیالوں کے نام اور بلاآواز خارج ہونے والی ہوا کے نام ہیں۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق

علمه اسْم كل شَيْءحَتَّى الْبَعِير وَالْبَقَرَة وَالشَّاة

تمام چیزوں کے ناموں سے مراد اونٹ، گائے اور بکری کے تمام نام ہیں۔

ابن ابی حاتم اور عبد بن حمید نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ تمام چیزوں کے ناموں سے مراد ہر وہ چیز ہے جو اللہ نے پیدا کی ہے۔ (در منثور ا ص ۱۲۲)

ابو شجاع الدیلمی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الفردوس بمأثور الخطاب میں حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان گرامی نقل فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عُلِّمتُ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا كَمَا عُلِّمَ آدَمُ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا(الفردوس بمأثورالخطاب) مجھے وہ سارے نام سکھائے گئے جو آدم علیہ السلام کو سکھائے گئے تھے۔

ابو شجاع الدیلمی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے الفردوس میں حضرت عطیہ بن یسر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ قرآن کریم کی آیت جس میں فرمایا گیا کہ آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام سکھائے گئے، اس میں اللہ تعالیٰ نے ان تمام ناموں میں انہیں ایک حرف سے ہزار پیشے اور ہنر سکھائے تھے، اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو فرمایا کہ اے آدم: اپنی اولاد کو فرمایئے کہ اگر تم دنیا مانگنے سے

صبر نہ کر سکو تو اس حرف کے ذریعے دنیا طلب کرو مگر میرے دین کے بدلے دنیا حاصل نہ کرو کیونکہ یہ دین خالص میرے لیے ہے، جو شخص دنیا کو دین کے بدلے حاصل کرے گا اس کے لیے بربادی ہے، اس کے لیے بربادی ہے۔ (الفردوس بماثور الخطاب) حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمام چیزوں کے نام سے مراد تمام فرشتوں کے نام ہیں۔ (تفسیر درمنثور ج ۱)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمام چیزوں کے ناموں سے مراد اللہ کی تمام مخلوق ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

آدم علیہ السلام کو ان تمام چیزوں کے نام سکھائے گئے جن کی لوگوں کو پہچان کروائی گئی، انسانوں کے نام، جانوروں کے نام، زمین کے نام، دریاؤں کے نام، نرم ہموار زمین کے نام، گدھوں کے نام، اسی طرح ان کے ساتھ ملتے جلتے نام سکھائے گئے تھے۔ پھر وہ تمام نام جو آدم علیہ السلام کو سکھائے گئے تھے انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا گیا۔

جب اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو پیدا فرمانے لگے تو فرشتوں نے آپس میں آہستہ آہستہ باتیں کیں اور کہنے لگے اللہ تعالیٰ ہرگز ایسی مخلوق کو پیدا نہیں فرمائیں گے جو اس کے نزدیک ہم سے زیادہ عزت والی ہو اور ہم سے زیادہ علم رکھتی ہو۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمادیا تو فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم فرمایا تو کہنے لگے کہ (اللہ تعالیٰ نے) آدم علیہ السلام کو ہم پر فضیلت دی ہے اور انہوں نے جان لیا کہ وہ اس سے بہتر نہیں ہیں کہنے لگے اگر ہم اس سے بہتر ہوتے تو ہم اس سے زیادہ جاننے والے ہوتے اس لئے کہ ہم اس سے (پیدائش میں) پہلے ہیں لفظ آیت ’’ وعلم ادم الاسماء کلھا‘‘ (پھر آدم علیہ السلام کو سارے نام سکھادیئے، ہر چیز کا نام انہوں نے جان لیا۔ ہر چیز کا نام رکھ دیا، گنا اور پھر ان کو فرشتوں پر پیش کیا گیا۔

وضوء پر گناہوں کے مٹنے سے دھوکہ نہ کھایئے

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ مصنف ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ایک روایت فتح الباری میں پیش کرتے ہیں کہ

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَغْتَرُّوا أَيْ فَتَسْتَكْثِرُوا مِنَ الْأَعْمَالِ السَّيِّئَةِ بِنَاءً عَلَى أَنَّ الصَّلَاةَ تُكَفِّرُهَا فَإِنَّ الصَّلَاةَ الَّتِي تُكَفِّرُ بِهَا الْخَطَايَا هِيَ الَّتِي يَقْبَلُهَا اللَّهُ وَأَنَّى لِلْعَبْدِ بِالِاطِّلَاعِ عَلَى ذَلِكَ«فتح الباری ۱/ ۲۶۰»

اس سے دھوکہ کھاکر کہیں گناہ زیادہ کرنا شروع نہ کردینا، اس بناء پر نماز سے تو گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے، وہ نماز گناہوں کو مٹاتی ہے جسے اللہ تعالیٰ قبول فرمالیتے ہیں، اور بندہ کی یہ مجال کہاں کہ وہ اس کی اطلاع پائے کہ اس کی نماز قبول ہوگئی ہے

وُضوء سے گناہوں کا مٹنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

«إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتْ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ»(صحیح ابن خزیمہ)

جب مسلمان یا مؤمن بندہ وضوء کرتا ہے، اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے سارے گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتے ہیں، جن کی

طرف اپنی آنکھوں سے وہ دیکھتا ہے، پھر جب وہ اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے سارے گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتے ہیں جو اس کے ہاتھوں نے کیے تھے، جب وہ اپنے پاؤں کو دھوتا ہے تو اس کے پاؤں کے سارے گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتے ہیں جن گناہوں کی طرف وہ چلے تھے، یہاں تک کہ جب وہ وضوء سے فارغ ہوتا ہے تو گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔

تشریح۔ یہاں راوی نے مسلم یا مومن کے الفاظ میں حرف شک استعمال فرمایا ہے کہ معلوم نہیں نبی کریم ﷺ نے مسلم کا لفظ استعمال فرمایا یا مومن کا، نبی کریم ﷺ کے بولے اور فرمائے ہوئے الفاظ میں راوی کو شک ہے، ورنہ شرعی اعتبار سے دونوں مترادف ہیں، ایک ہی دونوں کا مفہوم ہے۔ اور مومنہ کا ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ مومن کے حکم میں ہی ہے، اس لیے اس کی صراحت یہاں نہیں کی گئی۔

وضوء کا ارادہ کرنے کے بعد ایک بندہ مومن و مسلم جب اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کی ساری خطائیں اور گناہ نکل جاتے ہیں، جن کی طرف اس نے دیکھا تھا، علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس سے مراد ان اسباب کو دیکھنا ہے جو گناہ کرنے کا سبب بن گئے تھے، علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں آنکھوں کا ذکر تاکید کے لیے فرمایا ہے، جب کہ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آنکھوں کا ذکر مبالغہ کے لیے کیا گیا ورنہ آنکھوں کے بغیر تو دیکھا ہی نہیں جا سکتا۔

بہر حال آنکھوں کے ساتھ دیکھنے کی وجہ سے جو گناہ ہوتے ہیں وہ بھی وضوء سے معاف ہو جاتے ہیں، حتیٰ کہ پلکوں کے نیچے سے بھی گناہ نکل جاتے ہیں، یہ وضوء کی اہمیت اور فضیلت بتائی جا رہی ہے۔

پانی کے ساتھ یہاں ذکر فرمایا گیا،اس کا مطلب یہ ہے کہ چہرہ دھوتے وقت جو پانی گرتا ہے گناہ ان کے ساتھ گرتے ہیں، قطروں کے ساتھ گرتے ہیں، اگرچہ راوی نے یہاں مع الماء یا قطر الماء شک کے صیغہ کے ساتھ عبارت ذکر فرمائی ہے، مگر حقیقت یہی ہے کہ پانی کے قطروں کے ہمراہ گناہ بھی گر جاتے ہیں۔

جب بندہ مومن و مسلم یا مسلمان عورت اپنے ہاتھوں کو دھوتی ہے تو اس کے گناہ گر جاتے ہیں، مٹا دیے جاتے ہیں، ہر وہ گناہ جو اس کے ہاتھوں نے کیا ہو، جیسے کسی ایسی چیز کو پکڑنا جس کو پکڑنے کی شریعت میں اجازت نہیں تھی، بلکہ اس چیز کو ہاتھ لگانا شریعت میں حرام تھا، پھر بھی اس نے اس چیز کو چھو لیا یا پکڑ لیا تو اس کا یہ گناہ وضوء کرنے سے گر جائے گا، جیسے کسی ایسی عورت کو ہی ہاتھ لگا دیا جو اس کے لیے حرام تھی، علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں بھی ہاتھوں کا ذکر مبالغے کے طور پر فرمایا گیا ہے۔

اسی طرح پاؤں دھونے سے پاؤں کے وہ گناہ دھل جاتے ہیں جن کی طرف یہ چل کر گئے تھے، جب بندہ مومن، بندہ مسلم اور مومنہ عورت وضوء سے فارغ ہوتے ہیں تو ایسے ہو جاتے ہیں جیسے ان کے سارے گناہ ختم ہو چکے ہیں۔

حدیث شریف میں جن گناہوں کے خاتمے اور دھل جانے کی طرف اشارہ دیا گیا ہے، ان سے مراد صغیرہ گناہ ہیں۔

علامہ ابن الملک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وضوء کرنے والا جب اپنے وضوء سے فارغ ہوتا ہے تو وہ گناہ جو اس کے اعضاء نے کیے تھے ان سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ وضو کرنے سے ان اعضاء کے گناہ دھل جاتے ہیں جو وضوء میں دھوئے تھے، ایک روایت میں آتا ہے کہ وضوء کرنے سے سارے جسم کے گناہ دھل جاتے ہیں، ان دونوں روایتوں میں بظاہر تعارض پایا جاتا ہے، ان میں تطبیق

کی صورت یہ ہے کہ جس حدیث شریف میں یہ فرمایا گیا کہ وضوء کرنے سے سارے جسم کے گناہ دھل جاتے ہیں اس سے مراد وہ وضوء ہے جسے شروع کرتے وقت بسم اللہ شریف پڑھی تھی، یہ بات وضوء کے نیکی ہونے کی طرف اشارہ کرنا ہے، اور جس روایت میں یہ ہے کہ وضوء کرنے سے ان اعضاء کے گناہ دھل جاتے ہیں جو وضوء میں دھوئے گئے تھے اس سے مراد وہ وضوء ہے جس کے شروع میں بسم اللہ شریف نہیں پڑھی گئی تھی۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ نص نہیں ہے کہ وضوء کرنے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں، کیونکہ آپ ﷺ کے فرمان میں من جسدہ کے الفاظ آئے ہیں جو تمام بدن کا احتمال رکھتے ہیں، یا اعضاء وضوء اس طرف اشارہ کرتے ہیں، یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی گناہ نکل جاتے ہیں۔

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر یوں سوال کیا جائے کہ آپ ﷺ نے ہر عضو کے لیے اس چیز کا ذکر کیا ہے جس کے ساتھ گناہ مخصوص ہیں یا جس سے گناہ ختم ہوتے ہیں، جب چہرے کا ذکر فرمایا تو چہرہ میں تو آنکھیں، ناک اور کان شامل ہیں، پھر آنکھ کو ذکر میں خاص کیوں کیا؟

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ چونکہ آنکھ دل کا پیش خیمہ ہے، جب آنکھ کا ذکر کیا گیا تو سارے جسم کے ذکر کی ضرورت نہ رہی اور دوسری حدیث شریف اس کی تائید کرتی ہے جس میں فرمایا گیا کہ جب انسان اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کی خطائیں نکل جاتی ہیں یہاں تک کہ اس کی آنکھوں کی پلکوں سے بھی نکل جاتی ہیں۔

اور یوں بھی کہا جائے تو ممکن ہے کہ ناک اور زبان کی خطائیں کلی اور ناک میں پانی ڈالنے سے نکل جاتی ہیں، کانوں کی خطائیں مسح کے ساتھ نکل جاتی ہیں، پس آنکھ متعین ہو گئی۔

آپ کے مسائل اور ان کا حل

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

ابتدائی وحی کے تین سال بعد عمومی دعوت و تبلیغ کا حکم ہوا

سوال زمانۂ فترۃ وحی میں تبلیغ اسلام کی دعوت جاری رہی یا نہیں؟ جبکہ ایک صاحب کا کہنا ہے کہ .... صاحب کی رائے میں پہلی وحی کے بعد تین سال تک آپ کو ٹریننگ دی جاتی رہی اور اس کے بعد تبلیغ کا حکم ہوا۔ امید ہے کہ آپ جواب سے نوازیں گے۔

جواب ابتدائی وحی کے نزول کے بعد تین سال تک وحی کا نزول بند رہا، یہ زمانہ ''فترۃ وحی'' کا زمانہ کہلاتا ہے۔ اس وقت تک دعوت و تبلیغ کا عمومی حکم نہیں ہوا تھا۔ ''زمانۂ فترت'' کے بعد سورۂ مدثر کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں اور آپ ﷺ کو دعوت وانذار کا حکم دیا گیا، اس ''فترۃ وحی'' میں بہت سی حکمتیں تھیں۔ صاحب نے ''ٹریننگ'' کی جو بات کی، وہ ان کی اپنی فکری سطح کے مطابق ہے۔

اسباب پر بھروسہ کرنے والوں کا شرعی حکم

سوال رزق کے بارے میں یہاں تک حکم ہے کہ جب تک یہ بندے کو مل نہیں جاتا وہ مر نہیں سکتا، کیونکہ خدا نے اس کا مقدر کر دیا ہے۔ خدا کی اتنی مہربانیوں کے باوجود جو لوگ انسانوں کے آگے ہاتھ باندھے کھڑے رہتے ہیں، ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں ملازمت سے نہ نکال دیئے جائیں، تو اس وقت ڈر، خوف وغیرہ رکھنے والے کیا مسلمان ہیں؟ جن کا ایمان خدا پر کم اور انسانوں پر زیادہ کہ یہ خوش ہیں تو سب ٹھیک ورنہ زندگی اجیرن ہے۔

جواب ایسے لوگوں کی اسباب پر نظر ہوتی ہے، اور اسباب کا اختیار کرنا ایمان کے منافی نہیں، بشرطیکہ اسباب کے اختیار کرنے میں اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کی جائے، ناجائز اسباب کا اختیار کرنا البتہ کمالِ ایمان کے منافی ہے۔

بحق فلاں دعا کرنے کا شرعی حکم

سوال بحق فلاں اور بحرمت فلاں دعا کرنا کیسا ہے؟ کیا قرآن وسنت سے اس کا ثبوت ملتا ہے؟

جواب بحق فلاں اور بحرمت فلاں کے ساتھ دعا کرنا بھی توسل ہی کی ایک صورت ہے، اس لئے ان الفاظ سے دعا کرنا جائز اور حضرات مشائخ کا معمول ہے۔ ''حصن حصین'' اور ''الحزب الاعظم'' ماثورہ دعاؤں کے مجموعے ہیں، ان میں بعض روایات میں ''بحق السائلین علیک، فان للسائل علیک حقا۔'' وغیرہ الفاظ منقول ہیں، جن سے اس کے جواز و استحسان پر استدلال کیا جاسکتا ہے، ہماری فقہی کتابوں میں اس کو مکروہ لکھا ہے ۔

کسبِ معاش کے آداب

سوال قرآن وسنت کی رُو سے مستقبل کی منصوبہ بندی (اپنی ذات کے لئے) کیسی ہے؟ یعنی جائز ذرائع سے مستقبل کے لئے دولت کا جمع کرنا، اپنی آئندہ نسلوں کے لئے سہولیات اور آسانیاں بہم پہنچانا، فراوانیٔ رزق کے لئے کوششیں کرنا، جبکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا رازق اور خالق ہے۔ میری مراد یہ نہیں کہ انسان ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہے، بلکہ بہتر مستقبل کی منصوبہ بندی اور اس کے لئے کوششیں کرنا ہے۔ مولانا صاحب اس سے ہمارے معاشرے میں کافی برائیاں پیدا ہو رہی ہیں۔

جواب جو شخص حلال ذریعہ سے مال کمائے اور شریعت نے مال کے جو حقوق مقرر فرمائے ہیں، وہ بھی ٹھیک طور پر ادا کرتا رہے، اسی کے ساتھ یہ کہ مال کمانے میں ایسا منہمک نہ ہو کہ آخرت کی تیاری سے غفلت اور فرائضِ شرعیہ کی بجاآوری میں سستی واقع ہو جائے۔ ان تین شرائط کے ساتھ اگر مال کما کر اولاد کے لئے چھوڑ جائے تو کوئی گناہ نہیں، لیکن اگر ان تین میں سے کسی ایک شرط میں کوتاہی کی تو یہ کمایا ہوا مال اس شخص کے لئے قبر میں بھی اور حشر میں بھی وبال بن جائے گا۔ مال کے بارے میں کتاب وسنت کی تعلیمات کا خلاصہ میں نے ذکر کر دیا، اس کی شرح کے لئے ایک دفتر چاہئے۔

اسلام کا بلدیاتی نظام (1)

شہناز اختر شیخ

بلدیاتی نظام کے بارے میں عام خیال یہ ہے کہ یہ نظام انگریزوں کا بنایا ہوا ہے جب کہ اس کے برعکس تاریخ ہمارے سامنے یہ دلچسپ حقیقت لاتی ہے کہ حضورؐ کے دور ہی سے ہم بلدیاتی نظام سے آشنا تھے۔ اب سے چودہ سو برس پہلے مغرب بلدیاتی نظام سے واقف ہی نہ تھا۔ ہم نے تسخیر کائنات کا سبق بھلا دیا اور علم و عمل کو چھوڑ کر طاؤس و رباب کو سینے سے لگالیا تو سب کچھ رکھتے ہوئے مفلس اور بے نوا ہوگئے اور جو جہالت کے گم کردہ راہی تھے ہماری کتابیں پڑھ کر سنبھلے اور نشاۃ ثانیہ کا اہتمام کیا اور وہ آج ستاروں پر کمند ڈال رہے ہیں اور ہم خاموش تماشائی، فرق صرف عمل کا ہے۔

قرآن حکیم نے ہمیں بار بار بتایا ہے کہ ہم ''آدم وحوا'' کی اولاد ہیں اور زمین پر اللہ کا کنبہ ہیں۔ دنیا اور دنیا کی ہر شے ہمارے لیے مسخر کی گئی ہے۔ اسلام نے جہاں سیاسی، معاشی اور عمرانی معاملات و مسائل میں رہنمائی کی، وہیں اس دین فطرت نے انسانی معاشرے کے قیام وبقا کے اصول بھی بتائے۔ انسان فطرتاً مل جل کر رہنا چاہتا ہے، مل جل کر رہنے سے جو مسائل پیدا ہوتے ہیں، ان کو حل کرنے کے طریقے بتائے کہ صاف اور سیدھا طریقہ یہ ہے کہ ہم اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں، مسائل خودبخود حل ہوتے جائیں گے۔ مل جل کر رہنے سے معاشرہ بڑھتا ہے۔ معاشرہ بڑھنے لگے اور بستیاں پھیلنے لگیں تو مسائل بے حد بڑھ جاتے ہیں۔ انسانی فطرت کے اس معاملے کو پیش نظر رکھ کر بلدیاتی نظام کے بارے میں اللہ کے پیارے رسولؐ نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ ''اپنے شہروں کو بہت پھیلنے نہ دینا''۔

علامہ اقبالؒ یورپ سے واپسی پر کچھ دن اٹلی میں ٹھہرے، مسولینی سے ملاقات کی تو اسے شہروں کی حدود کے بارے میں رسول پاکؐ کا یہ فرمان عالیشان سنایا تو وہ اش اش کر اٹھا۔ شہروں کی حدود کے بڑھ جانے سے بے پناہ مسائل پیدا ہوتے ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں، مہنگائی بڑھ جاتی ہے، امن وامان متاثر ہوتا ہے، جرائم میں اضافہ ہو جاتا ہے، گندگی بڑھ جاتی ہے، ماحولیاتی آلودگی میں اضافہ ہوتا ہے، اخلاقی گراوٹ بڑھنے لگتی ہے، کھانے پینے کی اشیا میں ملاوٹ شروع ہو جاتی ہے، بے روزگاری عام ہو جاتی ہے۔

غرض یہ کہ شہروں کی حدود بڑھنے سے مسائل ہی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ اس کی سب سے بڑی مثال پاکستان کا سب سے بڑا شہر کراچی ہے۔ اوپر بیان کی گئی تمام باتوں کا موازنہ کراچی کے حالات سے کیجیے اور خود دیکھ لیجیے کہ یہ تمام مسائل یہاں موجود ہیں یا نہیں؟ اور پھر 14 صدیوں پہلے کے ارشاد پاک کی حقانیت پر غور کیجیے۔ مدینہ منورہ مسلمانوں کی پہلی شہری مملکت تھی۔ اس لیے شہری حکومت کے واضح خدوخال ہمارے پاس موجود ہیں۔

اللہ کے رسولؐ نے جو پہلی اسلامی مملکت بنائی، اس کی بنیاد اس عقیدے پر تھی کہ اقتدار اعلیٰ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور ہم اس کے کارندے محض۔ اس کے بعد حضورؐ پاک نے ''میثاق مدینہ'' کے ذریعے مشاورتی عمل کو آگے بڑھایا، جس کا اس دور میں کوئی تصور نہ تھا۔

مسلمان مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے جس شہر میں آئے اس کا نام یثرب تھا۔ حضور اکرمؐ کی یہاں تشریف آوری کے بعد اس کا نام ''مدینۃ النبیؐ'' ہو گیا۔ یہاں آس پاس، دور نزدیک کئی کئی قبیلے اپنی چھوٹی چھوٹی بستیاں بنا کر آباد تھے، یہودیوں کی بھی بستیاں تھیں۔ ان کے علاوہ نصاریٰ اور بت پرست بھی آباد تھے۔ یہ ایک شہر

نہیں تھا اور نہ ہی یہاں آپس میں جڑی بستیاں تھیں۔ اس لیے یہاں کوئی شہری حکومت قائم نہ تھی۔ قبیلے داری نظام تھا اور قبیلے کا سردار ہی حکمران ہوتا تھا۔

رسول اکرم ﷺ نے راہ ہجرت میں قدم رکھا تو آپؐ کی زبان مبارک پر سورہ بنی اسرائیل کی ایک آیت بکثرت رہتی تھی۔ ترجمہ: ''اے اللہ (نئی منزل میں) صدق وصفا سے داخل کر اور جہاں سے نکالا ہے، وہیں نکلنا بھی صدق وصفا پر مبنی ہو (نئی جگہ مجھے دین پھیلانے کے لیے)) غلبہ عطا فرما''۔

چنانچہ اللہ پاک نے آپؐ کی دعا قبول فرمائی اور اسلامی مملکت کے قیام کے لیے آپؐ کو غلبہ عطا فرمایا۔ ابھی آپؐ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مکان پر ہی قیام پذیر تھے کہ آپؐ نے میثاق مدینہ کا اہتمام فرمایا۔ اس کے لیے آپؐ نے مہاجرین، انصار، یہود، عیسائی اور دیگر قبائل کو جمع کیا۔ اس موقع پر آپؐ نے جو گفتگو فرمائی، اس کے بعد اس موقع پر ایک تحریر لکھوائی۔ ابتدائی مورخین نے اسے ''صحیفہ'' کا نام دیا۔

یہ حکمران وقت کا ایک فرمان تھا، جس پر ان لوگوں کے دستخط تھے، ساتھ ہی تمام لوگوں کا اقرار نامہ بھی تھا۔ اس میں مسلمان اور مشرکین دونوں شریک تھے۔ اسے آج کی اصطلاح میں دستور تو نہیں کہا جا سکتا لیکن دستور کی اساس ضرور قرار دیا جا سکتا ہے۔

اس میثاق میں جو باتیں تھیں وہ یہ ہیں: ☆آبادیوں میں امن وامان قائم رہے گا تاکہ سکون سے نئی نسل کی تربیت کی جاسکے۔ ☆مذہب اور معاش کی آزادی ہوگی۔ ☆فتنہ وفساد کو بزور قوت ختم کیا جائے گا۔ ☆بیرونی حملوں کا مل کر مقابلہ کیا جائے گا۔ ☆حضور پاکؐ کے حکم کے بغیر کوئی جنگ کے لیے نہیں نکلے گا۔ ☆میثاق کے احکام کے بارے میں اختلاف پیدا ہوا تو اللہ کے رسولؐ سے رجوع ہوگا۔

اس معاہدے میں مسلمانوں، یہودیوں اور مختلف قبیلوں کے لیے الگ الگ دفعات مرقوم ہیں۔ یہ اصل میں مدینے کی شہری زندگی کے نظم و نسق کا ابتدائی ڈھانچہ تھا۔ یہاں یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ حضور پاکؐ یونان کی شہری ریاستوں کی طرح کوئی محدود ریاست قائم نہیں کرنا چاہتے تھے بلکہ آپؐ نے عالمگیر مملکت کی بنیاد ڈالی تھی جو مدینہ منورہ کی چند گلیوں سے شروع ہوئی اور روزانہ 274 مربع میل کی رفتار سے پھیلتی ہوئی اس وقت دس لاکھ مربع میل تک جا پہنچی تھی جب اللہ کے رسولؐ نے دنیا سے پردہ فرمایا۔ پھر اس عالمگیر مملکت کے تصور کو سیدنا ابو بکر صدیقؓ اور سیدنا عمر بن خطابؓ نے آگے بڑھایا اور سو برس کے اندر اندر یہ تین براعظموں میں پھیل گئی۔

میثاق مدینہ میں بلدیاتی نظام کے تعلق سے درج ذیل امور سامنے آتے ہیں۔امن وامان کا قیام، تعلیم و تربیت کی سہولتیں، روزگار، سکونت اور ضروریات زندگی کی فراہمی۔ یہ تمام امور بلدیاتی نظام کی بنیاد ہیں۔

ابتداً جب ایک معاشرے میں رائے عامہ بیدار ہوتی تھی تو ان کا پہلا خیال یہ ہوتا تھا کہ مسائل کو نمٹانے کے لیے کوئی نظام قائم کیا جائے۔ یہ شہری مملکت کی ابتدائی صورت ہوتی تھی، پہلے بڑے بڑے شہر کم ہوتے تھے، اکثر ایک صوبے میں ایک ہی بڑا شہر ہوتا تھا۔ بعد میں جب کئی شہروں پر مشتمل ریاستیں بننے لگیں تو صورت حال بدل گئی۔

شہروں نے اپنے بعض حقوق مرکز کو دے دیے اور اپنا کاروبار چلانے کے لیے بلدیاتی مشینری بنالی۔ عہد حاضر سے قبل مقامی حکومتوں کا وہ تصور، جو آج ہمارے ذہنوں میں ہے، نہیں تھا۔ انگریزوں نے برصغیر کی آزادی سے قبل لوکل سیلف گورنمنٹ کا تجربہ کیا تھا جس کی صورت یہ تھی کہ رائے عامہ یا عوامی نمایندوں کے ذریعے شہر کے مسائل حل ہونے لگے۔ یوں حکومت اور مقامی حکومت کا دائرہ کار الگ الگ ہو گیا۔ (جاری ہے)

گستاخ اور نافرمان بیٹی کیسے تابعدار بنے گے ؟

سوال میری بیس سالہ بیٹی ڈاکٹری کورس کر رہی ہے، جب سے اس نے پریکٹس شروع کی تب سے ہی اس کا انداز تبدیل ہو گیا ہے، وہ گھر میں ہر ایک سے حاکم کی طرح کا معاملہ کرتی ہے، اپنے ابو سے بہت ہی بدسلوکی کرتی ہے، وہ اپنے باپ سے اس لیے نفرت کرتی ہے کیونکہ اس نے ہمیں چھوڑ کر ادھر ادھر منہ مارنا شروع کر دیا تھا، مجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی تھی کہ میں اس سے طلاق لیتی، میرے پاس اس کی پانچ بیٹیاں ہیں، جب کہ یہ ڈاکٹری کورس کرنے والی ان میں سب سے بڑی ہے، یہ بچی میرے ساتھ بھی نوکرانیوں جیسا سلوک کرتی ہے بلکہ اس سے بھی برا، میں نے اسے کئی بار سمجھانے کی کوشش بھی کی، چونکہ میں اس سے ہمیشہ محبت رکھتی ہوں اس لیے میں نے اسے نرمی سے سمجھایا، مجھے اس سے ڈر بھی لگتا ہے، مگر اس کے رد عمل میں مجھے اس کا چیخنا چلانا ہی سننے کو ملتا ہے، وہ منہ سے بڑبڑائے جاتی ہے، باتیں دہرائے جاتی ہے، سچی اور ایمانداری کی بات تو یہ ہے کہ میں نے اپنی طرف سے اسے سمجھانے میں کوئی کسر نیں چھوڑی۔

اس ڈاکٹری کورس کرنے والی بچی نے میری اور اپنے بہنوں کی زندگی کو دوزخ بنادیا ہے، گھر کو دائمی پریشانی کا مرکز بنادیا ہے، وہ مجھے ہمیشہ گھر سے چلی جانے کی دھمکیاں دیتی ہے، وہ اس حد تک جاچکی ہے کہ میرے ذکر اذکار میں مصروف ہونے کو بھی ناپسند کرنے لگی ہے، وہ مجھے کہتی ہے کہ میں دین کو کچھ نہیں سمجھتی، وہ یہ چاہتی ہے کہ میں نماز وغیرہ بھی ترک کر دوں، اس لیے مہربانی فرما کر میری مدد کریں، میری راہنمائی فرمائیں کیا کروں؟ (زینب بی بی)

جواب میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ آپ کی بیٹی کو راہ ہدایت نصیب فرمائے، اس کے دل کو اچھائی کی طرف موڑ دے، اور اسے آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان بنائے۔

میری بہن! جس عمر کی بچی کی آپ نے شکایات کے انبار لگا دیے ہیں یہ اس کی اس عمر کی پرورش کا نتیجہ ہے جو اس سے پہلے والی عمر تھی، لگتا یوں ہے کہ آپ نے اس بچی پر چھوٹی عمر میں جو تربیت قبول کرنے کی عمر تھی اس میں تربیت کی طرف توجہ نہیں دی، والدین نے بچی کو اس لیے بے تربیت چھوڑ دیا کہ وہ خود ہی نیک اور صالحہ بن جائے گی، تو اس کا نتیجہ وہی ہوتا ہے جس کا آپ کو سامنا کرنا پڑ رہا ہے، یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ اولاد کی تربیت بلوغ اور قریب البلوغ عمر سے پہلے پہلے کی جاتی ہے۔

آپ کی خدمت میں میری کچھ گزارشات ہیں، ان پر عمل کریں اللہ تعالیٰ خیر والا معاملہ فرمائے گا

① اپنی بیٹی کے لیے اپنی نمازوں میں دعاؤں کا اہتمام کریں، سجدوں میں دعاؤں کا اہتمام کریں، استغفار کی کثرت کریں۔

② اپنی بیٹی کے ساتھ مناظرانہ اور مباحثانہ انداز اختیار کرنا چھوڑ دیں، یوں کرو، یوں نہ کرو کی تکرار چھوڑ دیں۔

③ اپنے قریبی رشتہ داروں میں وہ لوگ جن کی بات بیٹی مانتی ہے، یا ان کا اثر قبول کرتی ہے ان کی خدمت میں یہ قضیہ پیش کیجیے، خصوصاً اس کے خالو، اس کے چچا، اس کی خالہ یا اس کی پھوپھی میں سے کوئی اس کو بات منوا سکتی ہے یا وہ ان میں سے کسی کی بات کو مان سکتی ہے تو وہ اس کی عقل، اس کی فہم وفراست کے مطابق اسے سمجھانے کی کوشش کریں۔

④ کوشش کر کے اس کو ایسا تربیتی ماحول فراہم کیا جائے، یا تربیتی ماحول میں اسے پہنچایا جائے جس سے متاثر ہو کر وہ ان حرکتوں کو چھوڑ دے، تعلیم وتربیت کے حوالے سے بہت سے بیانات نیٹ پر بھی موجود ہیں، وہاں سے اسے سنائے جائیں، علماء کرام کی تحریریں اسے پڑھنے کو دی جائیں، ان شاء اللہ اللہ اس کے دل کو پھیر دے گا۔

خیر اندیش، محمود الرشید حدوٹی

اھلیہ میں اھلیت

مولانا محمد عتیق الرحمان صاحب

لڑکی کی شادی اور رخصتی ایک پرانے سیٹ اپ کو یکدم تبدیل کر دیتی ہے، اس شادی سے لڑکی کو شریعت نے بہت عزت بخشی ہے، اب وہ خالی لڑکی ہی نہیں بلکہ خاتون خانہ اور کسی کی اہلیہ ہے، اہلیہ میں اہلیت ہونا بہت ضروری ہے، اس کی تشریح کچھ یوں ہے کہ شادی صرف خواہشات اور جذبات ہی کا نام نہیں بلکہ آنے والی نسلوں اور خاندانوں کو نہ صرف جوڑنے بلکہ بنانے اور بنیاد کا درجہ رکھتی ہے۔

پہلی چیز جوڑ کا رشتہ دیکھا جائے، چاہے خاندان ہو یا نہ، چاہے برادری میں ہو یا نہ۔ **دوسری چیز** لڑکا اور لڑکی کے جذبات اور ان کی رائے کو ضرور مد نظر رکھا جائے۔ **تیسری چیز** عورت کے لیے خاص طور پر تابع داری کا عملی طور پر ہونا بہت ضروری ہے۔ **چوتھی چیز** اپنی گھریلو تبدیلی کو محسوس کرتے ہوئے برداشت کرنے کی عادت ڈالنی ہو گی۔

پانچویں چیز شوہر کے جائز کاموں کو سراہنا ہو گا۔ **چھٹی چیز** ہر وقت ایک جیسے حالات نہیں رہتے، تھوڑے پر صبر کرنا ہو گا۔ **ساتویں چیز** شوہر کی کوئی نامناسب یا راز کی بات کہیں پر بھی ذکر نہیں کرنی ہو گی۔

آٹھویں چیز جب کبھی خود سے غلطی ہو جائے تو فوراً سے پہلے غلطی کا اقرار کر کے معافی مانگنی ہو گی۔ **نویں چیز** شوہر کے غصہ کے وقت اس کی چاہت اور تقاضے کے مطابق ڈیل کرنا ہو گا یعنی غصہ کا جواب غصہ سے ہرگز نہیں دینا ہو گا۔ **دسویں چیز** ہمیشہ اپنی صحت کے خیال کے ساتھ ساتھ اپنی تابعداری کو بھی پرکھنا ہو گا کہ میں شوہر کی فرماں برداری پر کتنا اتر رہی ہوں، بعض اوقات ہماری چاہت کے خلاف تقاضے آسکتے ہیں، ہمیں خاموشی سے خیریت کی دعا مانگ کر وقت گزارنا ہو گا۔ **گیارہویں چیز** ہمیں اپنے آپ کو بدلنے اور ترقی کی راہ پر لگانے کے لیے دھیمے دھیمے

محنت جاری رکھنی ہو گی۔ **بارہویں چیز** شوہر کی خدانخواستہ کوئی غلط کام یا عادات سامنے آئیں تو انہیں انتہائی راز میں رکھتے ہوئے رب تعالیٰ سے گڑگڑا کر بذریعہ دعائیں اصلاح کی کوشش کرنی ہو گی۔ **تیرہویں چیز** بے بسی، مایوسی، پریشانی، ٹینشن لینے کے بجائے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر اور صبر کے موقع میں صبر کرنا ہی ہو گا، صبر، شکر میں کمی کو اللہ تعالیٰ سے مانگ کر دور کروانا ہو گی۔ **چودھویں چیز** کسی بھی چیز کی ضرورت پڑے تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ہو گا یعنی خود دعائیں کر کے وہ چیز حاصل کرنی ہو گی۔ **پندرہویں چیز** خاوند کو بیوی کے لیے، بیوی کو خاوند کے لیے اہل رہنے کی دعا کرنی ہو گی اور دونوں کو ایک دوسرے سے محبت کے تقاضے پورے کرنے ہوں گے، میاں بیوی دونوں میں سے ہر ایک کو اپنی اہلیت اللہ تعالیٰ سے مانگ کر ہی بنانی ہو گی، یہ گڈا گڈی کا کھیل نہیں، یہ ایڈجسٹمنٹ اللہ تعالیٰ سے اہلیت مانگ کر ہی بنائی جاتی ہے اور اچھی شادی کی دعائیں، شادی سے بہت پہلے ہی شروع کر دینی چاہییں، اللہ تعالیٰ ہمیں دین پر عمل کی توفیق دیں، آمین (بشکریہ علم و عمل فروری ۲۰۱۹)

والدین کے آداب

① جو بات ماں باپ کہیں اس کو مانیں۔ ② والدین کی تعظیم ہر وقت ملحوظ رہے۔ ③ اطاعت اگرچہ مضر ہو (مگر یہ کہ حد معصیت تک نہ پہنچ جائے) لازم سمجھے۔ ④ چلنے میں ماں باپ پر سبقت نہ کرے۔ ⑤ والدین کے سامنے باآواز بلند گفتگو نہ کرے۔ ⑥ اگر والدین بلائیں تو کہے جی حاضر ہوا یعنی بالفاظ تعظیم جواب دے۔ ⑦ ہر بات اور ہر کام میں والدین کی رضامندی کا خیال رہے۔ ⑧ والدین کے ساتھ عاجزی وانکساری سے پیش آئے اور ان کی خدمت خود کرے۔ ⑨ والدین کے ساتھ اچھائی، نیکی کر کے ان پر احسان نہ جتلائے۔ ⑩ ماں باپ کو غصہ کے ساتھ نہ دیکھے۔ ⑪ ماں باپ کے ساتھ ترش روئی سے پیش نہ آئے۔ ⑫ والدین کی اجازت کے بغیر سفر نہ کرے۔

تین لوگ۔ ہر ایک انسان کے لیے استاذ اور والدین کے بعد دوسرے لوگ تین قسم کے ہیں، {1} دوست، {2} جان پہچان والا، {3} اجنبی۔ (ماخوذ از ہدایۃ الہدایت امام غزالیؒ)

لاپروائی کی سزا

آسیہ پری وش، حیدرآباد

جہانزیب اپنی چیزوں کی حفاظت کے معاملے میں بہت لاپرواتھا۔ وہ اپنی ضروری چیزیں بھی جہاں بیٹھتا وہیں چھوڑ کے اُٹھ جاتا تھا، اس کی امی اس کی چیزیں سنبھال کے رکھتی تھیں۔ اس کی لاپروائی پر وہ اسے سمجھاتیں، باباکی ڈانٹ بھی سنتا لیکن اس پر کسی بات کا اثر نہ ہوتا، شاید کوئی نقصان نہیں ہوا تھا، اس لیے لاپروائی کا احساس نہیں تھا۔

بابا مجھے اچھی طرح یاد ہے دو دن پہلے میں نے اپنا ایڈمٹ کارڈ یہیں میز پر رکھا تھا، کل رات تک یہیں تھا''، جہانزیب نے جھنجھلا کر ٹیبل پہ مکا مارا۔ اس کے بابا نے غصے سے اسے دیکھا۔

بابا میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں، کل صبح پیپر ہے، ایڈمٹ کارڈ کے بغیر مجھے امتحان ہال میں داخل نہیں ہونے دیا جائے گا، میں سارا گھر دیکھ چکا ہوں لیکن کہیں نہیں مل رہا''، وہ پریشانی سے روپڑا۔ جہانزیب اور اس کے والد گھر میں اکیلے تھے۔ اس کی امی کسی عزیز کی عیادت کے لیے دوسرے شہر گئی ہوئی تھیں۔ ''امی آپ کہاں ہیں؟ آکے میری مدد کریں ورنہ میں کل کیا کروں گا''۔ وہ ماں کو یاد کر کے روپڑا جو اُس کی چیزیں سنبھال کر رکھتی تھیں۔

کتنی دفعہ سمجھایا تھا کہ اپنی چیزیں سنبھال کے رکھا کرو۔ کسی دن کوئی بڑا نقصان نہ کر دو لیکن نہیں، وہ جہانزیب ہی کیا جو ماں باپ کی کوئی نصیحت بھی سنے''۔ بابا نے غصے سے کہا۔

ایڈمٹ کارڈ گم ہو جانے پر پریشان تو وہ بھی ہو گئے تھے لیکن بیٹے کی لاپروائی کی عادت پر انہیں غصہ بھی بہت آرہا تھا''۔ ''سارا گھر چیک کر لیا ہے،'' ڈسٹ بن بھی چیک کر لیا ہے، تمہاری امی اِدھر اُدھر بکھری چیزیں سنبھال کر رکھ دیتی ہیں۔ کیا پتا ان کی غیر موجودگی میں ماسی نے تمہارا کارڈ فالتو کاغذ سمجھ کر ڈسٹ بن میں پھینک دیا ہو''؟ ''میرا کارڈ اور ڈسٹ بن میں''،

باپ کی بات پر وہ چیخ کر صحن کے کونے میں رکھے ڈسٹ بن کی طرف بھاگا۔ کچرے سے بھرے ڈسٹ بن کو دیکھ کر وہ جھجک گیا اور مسکین صورت بنا کر باپ کی طرف دیکھا۔ جو بھی کرنا ہے خود کرو گے''، باپ کے صاف جواب پر اس نے ایک نظر اپنے صاف ہاتھوں کو دیکھا، پھر ہچکچاتے ہوئے ڈسٹ بن میں ہاتھ ڈالا تو صبح کی استعمال شدہ چائے کی پتی نے اس کے ہاتھوں کا استقبال کیا۔ کل کے کھائے کیلوں کے چھلکوں اور دوسرے کچرے نے اس کے ہاتھوں کے ساتھ ساتھ اس کا موڈ مزید خراب کر دیا بلآخر کارڈ اس کے ہاتھ لگ گیا جو مٹی اور دوسرے کچرے سے خراب ہو گیا تھا، اسے ماسی پر بہت غصہ آرہا تھا۔ ''اسے تو میں کل سبق سکھاؤں گا۔

کیوں تم اپنی لاپروائی سے سبق 'سیکھو'۔ ڈسٹ بن سے کارڈ ڈھونڈتے وقت بابا، جہانزیب کی کیفیت سے لطف اندوز ہو رہے تھے ،انہوں نے ملازمہ پر آئے اس کے غصے پر اسے سرزنش کرتے ہوئے کہا۔ ''ماسی اس گھر کی فرد نہیں جو گھر کی چیزیں سنبھالے۔ وہ صفائی کرنے آتی ہے اور اپنا کام کر کے چلی جاتی ہے، اسے کیا پتا کہ ادھر اُدھر پڑی یہ چیزیں ہمارے لیے کتنی اہم ہیں۔ یہ تو ہمارا فرض ہے کہ اپنی چیزوں کی حفاظت کریں اور بیٹا جی آپ تو یہ شکر کریں کہ آج کچرا اُٹھانے والا نہیں آیا ہے، ورنہ آپ کا یہ کارڈ تو گیا تھا، پھر آرام سے بیٹھ کر اپنی اس لاپروائی کی عادت کا رونا روتے'' ۔ ابو کی بات پر جہانزیب کا سر ندامت سے جھک گیا۔ ابھی بھی وقت ہے بیٹا، اپنی اس عادت پر کنٹرول کر لو کہ کہیں کل کو اس سے بھی بڑا کوئی کارنامہ نہ سرانجام دینا پڑے۔ انہوں نے ڈسٹ بن اور کچرے میں خراب ہوئے اس کے ہاتھوں اور ایڈمٹ کارڈ کی طرف اشارہ کیا۔ اپنی لاپروائی کی وجہ سے ڈسٹ بن کی تلاشی کا تجربہ ہی اس کے لیے کافی تھا، سو اس نے اپنی چیزوں کو خود سنبھال کر رکھنے کا عہد کیا اور ایڈمٹ کارڈ کو کپڑے سے صاف کرنے بیٹھ گیا۔

پسندے

لذت اور خوشبودار دستر خوان کی شان

عاتکہ بٹ

پسندے گوشت کی مقبول اور لذیذ ڈش ہے۔ جسے برصغیر میں مغلوں نے متعارف کروایا۔اپنے لذیذ ذائقہ کی بنا پر ان کو خاص پسند کیا جاتا تھالذت اور ذائقہ کی بناپر یہ روایتی پکوان صرف انڈیااور پاکستان میں ہی نہیں بلکہ مغربی ممالک میں بھی مقبول ہو چکا ہے۔اس ڈش کی خوشبو اورلذت دسترخوان کی شان بڑھا دیتی ہے۔ پسندے مختلف اقسام کے گوشت لیمب، مٹن، بیف،پرون اور چکن سے بنائے جاتے ہیں۔اب ان کو کباب کی صورت میں بھی بنایا جاتاہے۔ان کی چند اقسام کی تراکیب پیشِ خدمت ہیں۔

بہاری پسندے

اجزاء۔پسندے۔آدھا کلو۔کچا پپیتہ۔ایک کھانے کا چمچ۔لال مرچ پاؤڈر۔ایک چائے کا چمچ۔نمک۔ایک چائے کا چمچ۔اجوائن۔آدھا چائے کا چمچ دہی۔آدھا کپ۔سرسوں کا تیل۔آدھا کپ۔ادرک، لہسن کا پیسٹ۔دو چائے کے چمچ۔گرم مصالحہ۔ایک چائے کا چمچ

ترکیب۔پسندوں میں تمام مصالحے اور تیل ڈال کر ایک یا دو گھنٹوں کے لئے رکھ دیں۔بعدازاں کڑھائی میں ڈال کر دھیمی آنچ پر رکھ کر بھون لیں۔آخر میں کوئلے کا دم دے دیں۔
اس کے بعد ڈش میں نکال کر پیاز،
ہری مرچ اور لیمن سے گارنش کریں۔
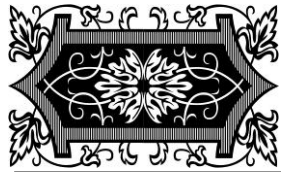
ماہ نامہ آب حیات لاہور کے علاقائی مسؤلین

حافظ محمد احمد صاحب	وہاڑی	03037838511
حافظ عثمان ریاست صاحب	بورے والہ	03044394531
چوہدری محمد شفیق صاحب	لاہور	
قاری رشید الرحمان قاسمی صاحب	بہاولنگر	03007921899
پروفیسر زاہد محمود نعمانی صاحب	نارووال	
مولانا مفتی عاصم صاحب	منچن آباد	03014949394
قاری فضل اللہ صاحب	خانیوال	03214845579
قاری اشرف علی ناصر صاحب	فیصل آباد	03217831245
مولانا محمود الحسن محمود صاحب	اسلام آباد	
مولانا غلام مرتضیٰ صاحب	قصور	03005783285
مولانا محمد سعد حنفی صاحب	راولپنڈی	03135151466
مولانا مفتی نادر خان صاحب	ایبٹ آباد	
حافظ غلام جیلانی صاحب	لورہ، ہری پور	
محمد کامران صاحب	سکھر	03009313528
پیر محمد سعید قصوری صاحب	قصور	03006581661
مولانا عمر فاروق صدیقی صاحب	میانوالی	03067807043
جناب علی اکبر صاحب	کراچی	
حافظ خلیل الرحمان راشدی صاحب	سیالکوٹ	
مولانا محمد الیاس فاروقی صاحب	سرگودھا	
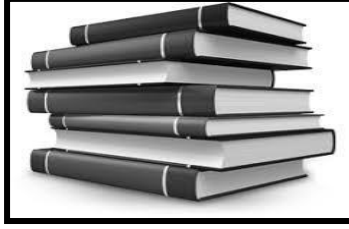
تذکرہ شاہ ولی اللہؒ، الفرقان کی اشاعت خاص

ماہ نامہ الفرقان لکھنو انڈیا سے شائع ہونے والا ایک مؤقر اور وقیع میگزین ہے، جس کے مدیر المہام ایک طویل عرصہ تک حضرت مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (صاحب معارف الحدیث) رہے، پیش نظر خاص نمبر تذکرہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ انہی کے عصر صحافت میں پہلی بار منصہ شہود پر جلوہ گر ہوا تھا، بڑے سائز کے ساڑھے چار سو صفحات پر مشتمل یہ ایک دستاویزی نمبر ہے، جس میں امام الہند شاہ ولی اللہ دھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی ہی قلم بند نہیں کیے گئے بلکہ ان کی آمد سے پہلے اور ان کے سانحہ رحلت کے بعد جو کچھ اس خطہ میں ہوا یہ خاص اشاعت ان سب احوال وسوانح کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

اس خاص نمبر میں بہت ہی مفصل دو مضامین ہیں، جن میں سے ایک جماعت اسلامی کے بانی و مدیر اول ماہ نامہ ترجمان القرآن جناب سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے ہے، دوسرا تفصیلی مضمون سید مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ادیبانہ قلم سے ہے، جب کہ شروع میں فرزند ندوۃ العلماء مولانا مسعود عالم ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا مضمون بھی اہل شوق کو دعوت مطالعہ دیتا ہے۔

امام ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی حکمت عملی کا اجمالی تعارف کے عنوان سے حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کا مضمون بھی چشم کشا ہے، حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خاص نظریہ کے زیر عنوان حضرت مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر مگر بہت ہی دلچسپ مضمون شامل اشاعت ہے، اسی طرح ہندوستان میں اسلامی حکومت کے زوال کا سبب کے زیر عنوان علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک وقیع مضمون بھی دعوت مطالعہ دے رہا ہے، انقلابی یا مجدد کے عنوان سے مولانا سعید احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مقالہ موجود ہے۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا مضمون حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت مصنف بھی شامل اشاعت ہے، شاہ صاحب کا ایک علمی ماخذ کے زیر عنوان مولانا محمد اویس ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا بہترین مضمون اس خاص نمبر کی شان ہے۔

مولانا ابوالنظر رضوی امروہوی رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی بعض علمی خصوصیات کے زیر عنوان بہت ہی اہمیت کا حامل مضمون شامل ہے، امام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور حنفیت کے زیر عنوان بنوری ٹاؤن کراچی کے کے استاذ نے فقہی مباحث کے حوالے سے علمی بحث کی ہے۔

بانی خیر المدارس حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور تقلید کے عنوان پر عالمانہ فاضلانہ مضمون تحریر کیا ہے۔

اس خاص شمارے کا آخری مضمون مرتب الفرقان حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، جس میں انہوں نے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے کارہائے نمایاں کا مختصر تعارف پیش کیا ہے۔

ساڑھے چار سو صفحات سے متجاوز یہ خاص نمبر بہت سی خوبیوں کا حامل ہے، بندہ نے آدھے سے زیادہ اس خاص نمبر کا گزشتہ دو ماہ میں مطالعہ کیا ہے، ابھی میرا مطالعہ جاری ہے، ان شاءاللہ اس بہترین نمبر کا مطالعہ پایہ تکمیل کو پہنچے گا، سردست جتنا میں نے اسے پڑھا اور جس قدر میں نے سرسری طور پر اسے دیکھا ہے بہت ہی خوب پایا ہے۔

پاکستان میں حضرت مولانا قاری جمیل الرحمان اختر صاحب نے اسے ایک خطیر رقم سے شائع کیا ہے، خوبصورت سرورق تیار کروایا، عمدہ کاغذ استعمال فرمایا، اور پاکستان کے اہل علم کی خدمت میں پیش فرما کر احسان عظیم فرمایا ہے، جتنا وہ کر سکتے تھے انہوں نے کیا، مگر اے کاش! اس عظیم الشان نمبر کی نئے سرے سے کمپوزنگ کی جائے، بہت سے حروف سمجھ میں نہیں آتے، اپنے زور مطالعہ پر لفظ کو وہاں تجویز کیا جاسکتا ہے مگر ورق ورق پر اس کی شکل مسخ ہوئی ہوئی ہے۔

اس خاص نمبر کے شروع میں حضرت مولانا زاہدالراشدی صاحب، حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب اور مولانا جمیل الرحمان اختر صاحب کے تعارفی مضامین موجود ہیں۔

اس خاص نمبر پر قیمت درج نہیں ہے۔

ملنے کا پتا: انجمن خدام الاسلام حنفیہ قادریہ ۲۸۵ جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور

03009496702

حضرت عمیر بن سعد انصاری (۲)

مولانا حافظ خلیل الرحمان راشدی صاحب مدظلہ

آپ نے یہ کیوں فرمایا کہ میرا حال خراب ہے؟ کیا آپ دیکھ نہیں رہے کہ میں بالکل تندرست وتوانا ہوں اور اپنی پوری دنیا کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے آپ کے سامنے حاضر ہوں۔ امیر المومنین نے فرمایا، عمیرؓ! تم دنیا کا کون سا سامان لے کر آئے ہو؟ میں تو تمہارے ساتھ کچھ بھی نہیں دیکھ رہا۔ سیدنا عمیرؓ نے عرض کی، امیر المومنین! دیکھیے یہ میری خوراک کی تھیلی ہے، یہ میری مشک ہے، جس سے میں وضو کرتا ہوں اور اسی میں اپنے پینے کا پانی رکھتا ہوں اور یہ میرا پیالہ ہے اور یہ میری لاٹھی ہے جس سے میں اپنے دشمنوں سے بوقت ضرورت جنگ بھی کرتا ہوں اور سانپ وغیرہ زہریلے جانوروں کو بھی مارتا ہوں، یہ سارا سامان میری دنیا نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ سن کر امیر المومنینؓ نے فرمایا، عمیرؓ! اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمت نازل فرمائے تم تو عجیب آدمی ہو۔

پھر امیر المومنینؓ نے ان سے رعایا کا حال دریافت کیا اور مسلمانوں کی دینی زندگی اور ذمیوں کے بارہ میں پوچھا، انہوں نے جواب دیا، الحمدللہ، میری حکومت کا ہر مسلمان ارکان اسلام کا پورا پورا پابند اور اسلامی رنگ میں رنگا ہوا ہے اور میں ذمیوں سے جزیہ لے کر پوری پوری حفاظت کرتا ہوں اور میں اپنے عہدہ کی ذمہ داریوں کو نباہنے کی بھرپور کوشش کرتا رہا ہوں۔

پھر امیر المومنینؓ نے خزانہ کے بارے میں پوچھا کہ وہ کیوں نہیں لائے؟ میں نے تو تمہیں اس کے لانے کے لیے بھی کہا تھا، اس صحابی رسول ﷺ نے جو جواب دیا، وہ سننے کے قابل ہے، عرض کی، امیر المومنینؓ، خزانہ کیسا ہے؟ میں ہمیشہ مالدار مسلمانوں سے زکوٰۃ وصدقات وصول کر کے فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دیا کرتا ہوں، اگر میرے پاس فاضل مال بچتا تو میں ضرور اس کو آپ کے پاس بھیج دیتا۔ کیسا ذمہ دارانہ جواب دیا، سیدنا عمیرؓ نے، یہ نہیں کہا کہ میں زکوٰۃ وصدقات اور ملکی ٹیکسوں کو ہارس ٹریڈنگ یا غیر ملکی دوروں یا اپنی پارٹی اور جیالوں کی فلاح وبہبود کے لیے یا گلے الیکشن کی تیاری کے لیے یا پھر اپنے میک اپ یا عیاشی پر خرچ کرتا ہوں۔